دہقان اور کسان

سابقہ دو ابواب میں آپ نے چراگاہوں اور جنگلات کے بارے میں پڑھا تھا اور ان لوگوں کے بارے میں جو ان وسائل پر منحصر رہتے ہیں۔آپ نے انتقالی (Shifting) کاشتکاروں، چراگاہی اور قبائلی گروہوں کے بارے میں علم حاصل کیا۔آپ نے دیکھا کہ جدید حکومتوں نے کس طرح جنگلات اور چراگاہوں تک رسائی حاصل کرنے کے لیے ضابطے بنائے اور یہ کہ ایسی پابندیوں اور کنٹرول نے کس طرح ان لوگوں کی زندگیوں کو متاثر کیا جو ان وسائل کو استعمال کرتے ہیں۔

اس باب میں آپ تین مختلف ممالک پر خاص طور سے نظر ڈالتے ہوئے دہقانوں اور کسانوں (Farmers) کے بارے میں پڑھیں گے۔آپ انگلینڈ میں چھوٹے جھونپڑیوں میں رہنے والے کسانوں (Cottagers)، امریکہ کے گیہوں کی کاشت کرنے والوں اور بنگال میں افیم پیدا کرنے والوں کے بارے میں نئی معلومات حاصل کریں گے۔آپ دیکھیں گے کہ جدید طریقہ زراعت کے آنے کے ساتھ مختلف قسم کے دیہی گروہوں کے ساتھ کیا کیا مسائل پیش آئے۔جب دنیا کے مختلف خطوں کو سرمایہ دارانہ عالمی مارکیٹ سے جوڑ دیا جاتا ہے تو کیسے حالات پیدا ہوتے ہیں۔مختلف مقامات کی تاریخوں کا موازنہ کرتے ہوئے آپ دیکھیں گے کہ یہ تاریخیں کس طرح مختلف ہیں، اگرچہ ان سے وابستہ کچھ طریقہ کار مماثلت رکھتے ہیں۔

آیئے ہم اپنا سفر انگلینڈ سے شروع کرتے ہیں جہاں کہا جاتا ہے کہ زراعتی انقلاب سب سے پہلے آیا۔

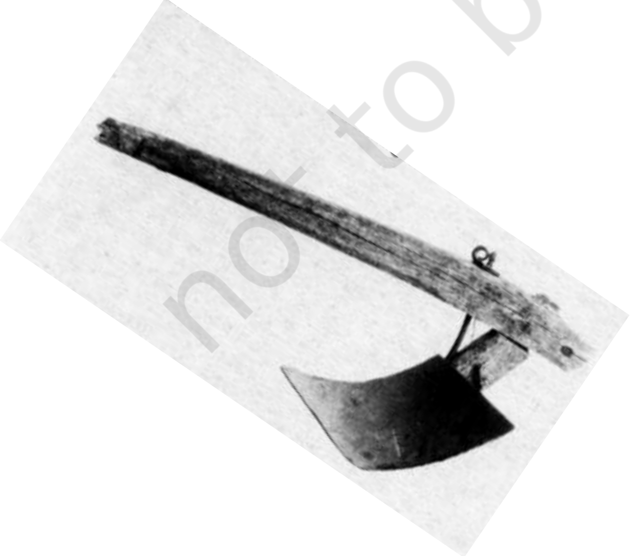

© NCERT not to be republished

1 انگلینڈ میں جدید زراعت کا آغاز

یکم جون 1830 کو انگلینڈ شمال مغربی علاقے میں ایک کسان نے دیکھا کہ اس کا اناج کا ذخیرہ اور گھاس کا ڈھیر آگ سے جل کر راکھ ہوگیا جو رات کو لگی تھی۔ اس کے بعد آنے والے مہینوں میں مختلف اضلاع سے آگ لگنے کے ایسے ہی واقعات بتائے گئے۔ کئی جگہ تو ایسا ہوا جہاں پوال کے انبار میں آگ لگی۔ جب کہ دوسرے مقامات پر پورا فارم ہاؤس ہی آگ کی نذر ہوگیا۔ اس کے بعد 28 اگست 1830 کی رات کو انگلینڈ میں واقع ایسٹ کینٹ میں مزدوروں نے ایک کسان کی اناج نکالنے والی مشین کو توڑ پھوڑ ڈالا۔ آنے والے دو سالوں میں جنوبی انگلینڈ کے اندر فسادات بھڑک اٹھے جس کے نتیجہ میں تقریباً 387 اناج نکالنے والی (Threshing) مشینیں توڑ ڈالی گئیں۔ یہ وہ زمانہ تھا جب کسانوں کو مشینوں کا استعمال روکنے سے متعلق دھمکی آمیز خط ملتے تھے جن میں ان مشینوں کا استعمال روکنے کا کام کیا جاتا تھا جنھوں نے مزدوروں کو ان کی روزی روٹی سے محروم کر رکھا تھا۔ ایسے زیادہ تر خطوط پر کیپٹن سونگ کے نام سے دستخط ہوتے تھے۔ رات کے وقت مسلح جتھوں کے حملوں سے خوف کھا کر بہت سے محتاط زمینداروں نے تو خود اپنی ہی مشینیں توڑ ڈالیں۔ اس کے بعد حکومت جب حرکت میں آئی تو کارروائی بڑی سخت ہوئی جن پر فسادات پھیلانے کا شبہ تھا ان کو گرفتار کیا گیا۔ 1976 قیدیوں پر مقدمات چلے جن میں سے 9 کو پھانسی ہوئی 505 کو ملک بدر کر دیا گیا۔ 450 سے بھی زیادہ کو آسٹریلیا بھیجا گیا۔ اور 644 لوگوں کو قید میں ڈال دیا گیا۔

ان خطوط میں کیپٹن سونگ ایک اسطوری نام تھا۔ لیکن سونگ فسادی کون تھے؟ انھوں نے اناج نکالنے کی مشینیں کیوں توڑیں؟ ان سوالات کا جواب دینے کے لیے ہم کو اٹھارہویں اور انیسویں صدی میں انگریزی زراعت میں آئی پیش رفت کو دیکھنا ہوگا۔

ماخذ: A

ہر چہار جانب دھمکی آمیز خطوط بھیجے جاتے تھے۔ کئی بار تو ایسی دھمکیوں کی زبان شریفانہ تھی جب کہ دوسروں میں یہ دھمکی نہایت سخت الفاظ میں ہوتی تھی۔ ان میں سے چند اتنی مختصر تھیں جیسے کہ ذیل میں دی گئی دھمکی۔

جناب عالی

اس تحریر کے ذریعہ آپ کے علم میں یہ بات لائی جاتی ہے کہ اگر آپ براہ راست اپنی اناج نکالنے کی مشین برباد نہیں کرتے تو اس کام کے لیے ہم اپنے لوگوں کو لگا دیں گے۔

سب کی طرف سے دستخط شدہ

سونگ

ای۔ جے۔ ہابس بام اور جارج رودے کی تصنیف، ''کیپٹن سونگ''

1.1 آزاد زمین اور شاملاتی زمینوں کا زمانہ

اٹھارہویں صدی کے آخر اور انیسویں صدی کی ابتداء میں انگلینڈ کے دیہاتی علاقوں میں ڈرامائی تبدیلی رونما ہوئی۔ پہلے انگلینڈ کی کچھ دیہی زمینیں آزاد ہوا کرتی تھیں۔ نہ تو زمین مالکوں کی نجی ملکیت ہوا کرتی تھی اور نہ اس کی باڑے بندی کی جاتی تھی۔ دہقان اس گاؤں کے آس پاس زمین کی پٹیوں (قطعات) پر کاشتکاری کرتے تھے جہاں ان کی رہائش تھی۔ سال کے شروع میں ایک عوامی جلسے میں ہر گاؤں والے کو کاشتکاری کے لیے متعدد پٹیاں متعین کر دی جاتی تھیں۔ عام طور سے یہ پٹیاں مختلف معیار کی ہوتی تھیں اور ایک دوسرے سے ملحق نہ ہو کر اکثر مختلف مقامات پر واقع ہوتی تھیں۔ یہ لحاظ اس لئے رکھا گیا تھا کہ ہر شخص کے حصے میں اچھی اور بری دونوں قسم کی زمین آئے۔ کاشتکاری کی ان پٹیوں کے پار شاملاتی زمین ہوتی تھی۔ تمام گاؤں والوں کو ان مشترکہ قطعات اراضی پر رسائی حاصل تھی۔ گاؤں والے ان چراگاہوں پر اپنی گائیں چراتے تھے۔ جلاون کے لیے لکڑیاں جمع کرتے تھے اور غذا کے لیے بیری اور پھل جمع کرتے تھے۔ وہ دریاؤں اور تالابوں سے مچھلیاں پکڑتے اور مشترکہ جنگلات میں

© NCERT not to be republished

خرگوش کا شکار کرتے تھے۔غریب آدمی کی بقا کے لیے یہ مشترکہ زمین انتہائی ضروری تھی۔ یہ ان کی معمولی سی آمدنی میں اضافہ کرتی تھی۔ان کے مویشیوں کی زندگی کا وسیلہ تھی اور فصلیں خراب ہونے پر پریشان کن حالات پر قابو پانے میں مدد کرتی تھی۔

انگلینڈ کے کچھ حصوں میں آزاد زمین(Open fields)اور شاملاتی زمین(Commons) کی یہ معیشت تقریباً سولہویں صدی سے بدلنا شروع ہو چکی تھی۔ جب سولہویں صدی میں عالمی بازار میں اون کی قیمتیں بڑھیں مالدار کسانوں نے زیادہ منافع حاصل کرنے کے لیے اون کی پیداوار بڑھانے کی کوشش کی۔ وہ بھیڑ کی نسلوں کو بہتر بنانے اور ان کے لیے عمدہ چارہ حاصل کرنے کے لیے بے چین تھے۔وہ ملحقہ بلاکوں میں زمین کے ایک بڑے رقبہ پر قبضہ جمانا چاہتے تھے جس کے ذریعے اصلاح شدہ بھیڑوں کی نسل بڑھانا ممکن تھا۔اس لیے انہوں نے شاملاتی زمینوں کی تقسیم اور باڑابندی شروع کر دی اور دوسرے لوگوں کی زمین سے اپنی ملکیت کو الگ کرنے کے لیے اپنے مقبوضہ قطعات اراضی پر نشاندہی کے لیے جھاڑیاں لگانا شروع کر دیں۔انہوں نے ان گاؤں والوں کو نکال باہر کیا جنھوں نے شاملاتی زمینوں(Commons) پر اپنی چھوٹی چھوٹی جھونپڑیاں بنالی تھیں۔ انہوں نے باڑابند ان کھیتوں میں غریب لوگوں کو داخل ہونے سے روک دیا۔

اٹھارہویں صدی کے وسط تک باڑابندی کی اس تحریک میں سست روی کی حالت رہی۔اس ضمن میں ابتدائی زمانے میں ہوئی باڑابندیاں انفرادی زمینداروں کی پہل کا نتیجہ تھیں۔ان کو ریاست یا چرچ کی حمایت حاصل نہ تھی۔تاہم باڑابندی کی یہ تحریک دیہی علاقوں تک پھیل گئی جس انگلینڈ کا منظر نامہ ہمیشہ کے لیے بدل کر رہ گیا۔1750اور1850 کے درمیان60لاکھ ایکڑ زمین کی باڑے بندی کر دی گئی۔ برٹش پارلیمنٹ اس عمل سے اپنی آنکھیں بند رکھنا نہیں چاہتی تھی۔اس نے4000ایسے قوانین پاس کر دیے جن کی رو سے ایسی باڑابندیاں قانونی تسلیم کر لی گئیں۔

آخذ B:

سونگ کا یہ خط ایک تختیے میں دی گئی دھمکی کی مثال ہے:

جناب عالی

آپ کا نام بلیک بک کے اندر بلیک ہارٹس میں تحریر ہے اور یہ آپ اور آپ ہی جیسے لوگوں کے لیے ایک صلاح ہے.... کہ آپ اپنا ارادہ بتائیں آپ ہر موقعہ پر لوگوں کے بلیک گارڈ دشمن رہے ہیں۔آپ نے اب تک وہ کام نہیں کیا جو کرنا چاہئے تھا۔

سونگ

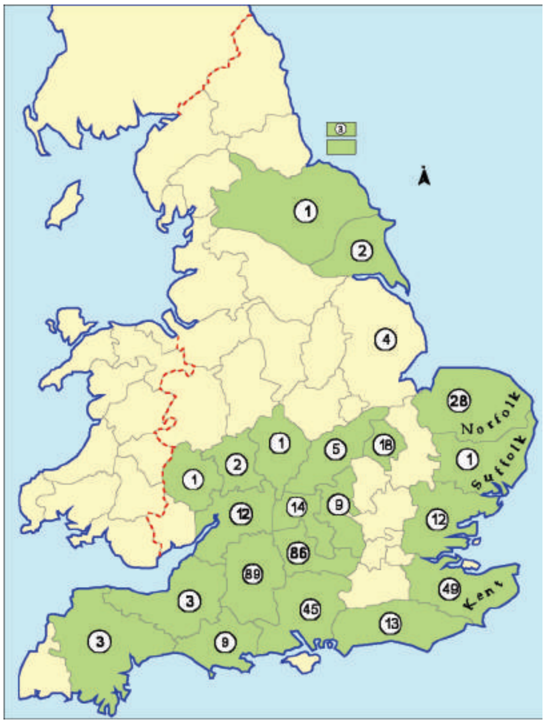

شکل ا: کیپٹن سونگ کی تحریک (32-1830) کے دوران انگلینڈ کے مختلف حصوں میں اناج نکالنے کی مشینیں توڑ ڈالی گئیں
''کیپٹن سونگ'' ای۔ جے ہابس بام اور جارج رودیے کی تصنیف پر مبنی

© NCERT not to be republished

1.2 اناجوں کے لیے نئی مانگیں

زمینوں کی باڑابندی کے لیے ایسی بے تحاشہ کوشش کیوں ہوئی؟ ان باڑوں کا مطلب کیا تھا؟ نئی باڑابند زمینیں پرانی باڑابند زمینوں سے مختلف تھیں۔ جہاں سولہویں صدی میں باڑوں میں بھیڑ پالن کو فروغ دیا گیا وہیں اٹھارہویں صدی کے آخر میں باڑوں کا مقصد اناج کی پیداوار بڑھانا ہوگیا۔ اب ایسے نئے باڑابند قطعات اراضی ایک نئے سیاق وسباق کی شکل اختیار کررہے تھے۔ یہ ایک نئے زمانے کا نشان بن گئے۔ اٹھارہویں صدی کے وسطی زمانے سے انگلینڈ کی آبادی میں بڑی تیزی سے اضافہ ہوا۔ 1750اور1900 کے درمیان یہ آبادی چارگنا ہوگئی جو 1750 میں 7 ملین (70لاکھ) سے بڑھ کر 1850 میں 21 ملین (2 کروڑ10لاکھ) اور1900 میں 30 ملین (3 کروڑ) ہوگئی۔ اس کا یہ مطلب تھا کہ بڑھتی ہوئی اس آبادی کا پیٹ بھرنے کے لیے غذائی اناجوں کی بھی مانگ بڑھ گئی۔ مزید برآں اس زمانے میں برطانیہ کی صنعت کاری ہورہی تھی۔ ان نئی صورت حال کے پیش نظر زیادہ سے زیادہ لوگ کام کرنے کے لیے شہری علاقوں میں آباد ہوگئے۔ دیہی علاقوں سے آئے لوگ کام کی تلاش میں شہروں کی جانب ہجرت کر گئے۔ اپنی بقا کے لیے انھیں بازار سے غذائی اناج خریدنے پڑتے تھے۔ شہری آبادی بڑھنے کے ساتھ ساتھ غذائی اناجوں کی بازار میں بھی توسیع ہوئی اور جب مانگ تیزی سے بڑھی تو غذائی اناجوں کی قیمتیں بڑھنے لگیں۔

اٹھارہویں صدی کے آخر میں فرانس انگلینڈ کے خلاف جنگ میں الجھا ہوا تھا۔ ان حالات میں یوروپ سے غذائی اناجوں کی درآمد میں رکاوٹ پیدا ہوئی۔ انگلینڈ میں غذائی اناجوں کی قیمتیں آسمان چھونے لگیں۔ اس سے متاثر ہوکر زمین مالکوں نے اپنی باڑابند زمینوں پر بڑے پیمانے پر اناج اُگانے لگے۔ مالکوں کو حاصل ہونے والا منافع نے باڑابندی قوانین پاس کرنے کے لئے پارلیمنٹ پر دباؤ ڈالنا شروع کیا۔

© NCERT not to be republished

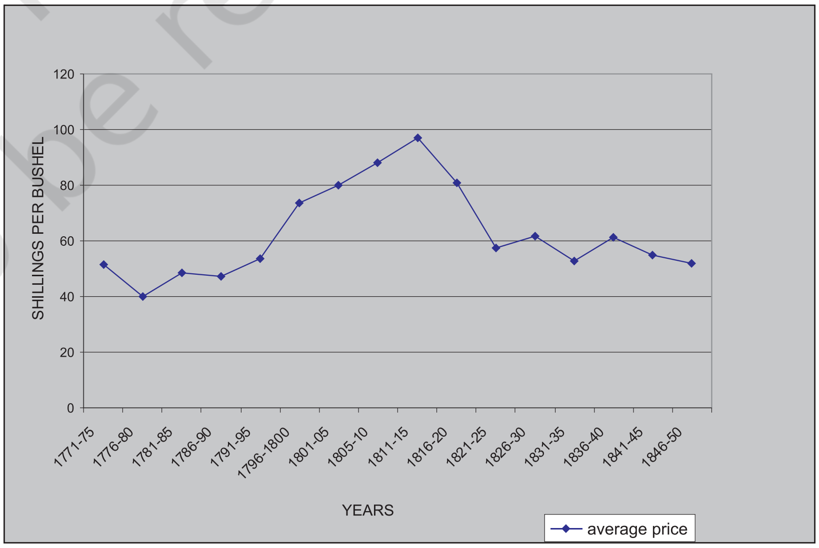

شکل 2۔ انگلینڈ اور ویلز میں گیہوں کی سالانہ اوسط قیمتیں۔ 1771-1850

نئے الفاظ:

شلنگ: ایک انگلش کرنسی، ایک پونڈ=20 شلنگ   بُشل: حجم کا ایک پیمانہ

سرگرمی

گراف پر دھیان سے نظر ڈالیے۔ دیکھئے کہ 1790 کے دہے میں خط قیمت کس طرح تیزی سے اوپر جاتا ہے اور 1815 کے بعد ڈرامائی طور سے نیچے آجاتا ہے۔ کیا آپ وضاحت کرسکتے ہیں کہ گراف کا خط کیوں یہ نمونہ پیش کرتا ہے؟

شکل3: انیسویں صدی کے ابتدا میں سفوک کا دیہی علاقہ: یہ انگریز مصور جان کانسٹیبل (1837-1776) کی پینٹنگ ہے۔ یہ ایک غلے کے مالدار تاجر کا بیٹا تھا جو مشرقی انگلینڈ کے دیہی علاقہ سفوک میں پلا بڑھا تھا جو ایک ایسا علاقہ تھا جس کی باڑابندی انیسویں صدی سے کافی پہلے ہوئی تھی۔ اسی وقت خالص دیہی علاقے تیزی سے ختم ہو رہے تھے، آزاد زمینوں کی باڑابندی ہو رہی تھی۔ کانسٹیبل نے آزاد زمینوں کی دیہی علاقہ کی منظر نگاری کی ہے۔ اس پینٹنگ میں ہم چند باڑے اور علیحدہ کھیت دیکھ رہے ہیں لیکن اس کا کوئی اندازہ نہیں کہ اس منظر نامہ پر کیا ہو رہا تھا۔ عام طور سے کانسٹیبل کی پینٹنگوں میں مزدور نہیں دکھائے جاتے تھے۔ اگر آپ شکل 1: پر نظر ڈالیں تو آپ دیکھیں گے کہ سفوک ایسے علاقوں سے گھرا تھا جہاں سونگ فسادیوں نے اناج نکالنے کی مشینوں کو کافی تعداد میں توڑ ڈالا تھا۔

1.3 باڑابندیوں کا دور

انگلینڈ کی تاریخ میں ایک ایسی ڈرامائی حقیقت ہے جو پہلے زمانوں سے 1870 کے دہے کے بعد کے زمانے کو مختلف بناتی ہے۔ پہلے زمانوں میں تیزی سے بڑھتی آبادی کے بعد غذائی قلت کا زمانہ آیا تھا۔ ماضی میں غذائی اناجوں کی پیداوار اس تیزی سے نہیں بڑھتی تھی جتنی کہ آبادی بڑھتی تھی۔ انگلینڈ میں انیسویں صدی کے دوران یہ صورت حال نہیں تھی۔ اناجوں کی پیداوار اتنی ہی تیزی سے بڑھتی جتنی کہ آبادی۔ اگرچہ آبادی بڑی تیزی سے بڑھی 1868 میں انگلینڈ اپنی کل ضرورت کی تقریباً 80 فیصد پیداوار کر رہا تھا، بقیہ اناج درآمد کرلیا جاتا تھا۔ غذائی اناجوں کی اس پیداوار میں اضافہ زراعتی ٹکنالوجی میں بنیادی اختراع سے ممکن نہیں ہو سکا تھا بلکہ اضافے کی یہ وجہ کاشتکاری کے تحت زیادہ زمینوں کو لانے کا نتیجہ تھی۔ زمینداروں نے چراگاہی زمینوں کو کاٹ لیا آزاد زمینیں بنائیں، شاملاتی زمینوں سے جنگلات کاٹ ڈالے، دلدلی زمینوں پر قبضہ کرلیا اور زیادہ سے زیادہ علاقوں کو زراعتی کھیتوں میں بدلتے چلے گئے۔

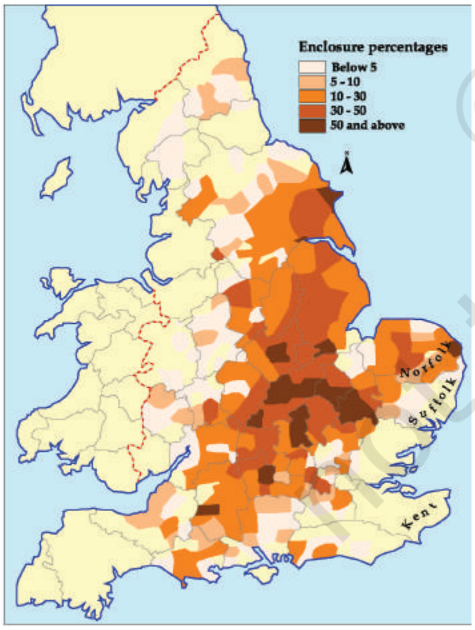

شکل4: انیسویں صدی میں پارلیمنٹی ایکٹ کے تحت عام زمینوں کا احاطہ
ای۔ جے۔ ہوبس بام اور جارج روڈے، کیپٹن سونگ پر مشتمل

اس وقت تک کسانوں نے زراعت میں سادہ طریقوں کا استعمال جاری رکھا جو اٹھارہویں صدی کے ابتدا تک عام طور سے استعمال کیا جاتا تھا۔ یہ تقریباً 1660 کے دہے کا زمانہ تھا جب انگلینڈ کے بیشتر حصوں میں کسانوں نے تی تپیا گھاس (تین پتوں والی ایک مخصوص گھاس) اور شلجم اگانا شروع کیے۔

© NCERT not to be republished

ان کو جلدی ہی اس بات کا علم ہوا کہ ان فصلوں کو لگانے سے مٹی میں اصلاح ہوتی ہے اور یہ فصلیں اس کو زیادہ زرخیز بناتی ہیں۔ مزید یہ کہ شلجم چارے کی ایک ایسی فصل تھی جس کو مویشی خوب کھاتے تھے۔ اس لیے کسانوں نے شلجم اور تی پتیا گھاس باقاعدگی سے اگانا شروع کی۔ یہ دونوں (شلجم اور تی پتیا گھاس) فصلی ترتیب کا ایک حصہ بن گئیں۔ بعد میں چھان بین سے یہ علم ہوا کہ یہ فصلیں مٹی کے نائٹروجن اجزاء کو بڑھانے کی اہلیت رکھتی ہیں۔ فصل کی نشوونما کے لیے نائٹروجن بے حد ضروری تھی۔ چند سالوں تک ایک ہی مٹی پر کاشتکاری کے عمل نے ناگزیر طور سے مٹی میں موجود نائٹروجن کی مقدار کو بالکل ختم کر دیا تھا اور اس کی زرخیزیت کو گھٹا دیا تھا۔ اس نائٹروجن کو دوبارہ لا کر شلجم اور تی پتیا گھاس نے ناکارہ مٹیوں کو ایک بار پھر زرخیز بنا دیا۔ ہم انیسویں صدی کے ابتدا تک زراعت میں مسلسل اصلاح لانے کے لیے کسانوں کو کم وبیش اسی طریقۂ کار کو استعمال کرتے ہوئے پاتے ہیں۔

زمین پر طویل المدت اصل کاری (Investment) کرنے اور مٹی کو بہتر بنانے کے لیے فصلوں کے پھیر بدل کا منصوبہ تیار کرنے کے لیے باڑابندیاں ضروری سمجھی گئیں۔ ان باڑابندیوں نے مالدار زمین مالکوں کے تحت اپنی زمین کی توسیع کرنے اور بازار کے لیے زیادہ پیداوار کرنے کا اہل بنا دیا۔

1.4 غریبوں کا کیا حشر ہوا؟

باڑابندیوں نے زمینداروں کی جیبیں بھر دیں۔ لیکن ان لوگوں کا کیا ہوا جو اپنی بقا کے لیے شاملاتی زمینوں پر منحصر تھے؟ جب زمین پر باڑیں لگائی گئیں تو باڑابند زمین مالکوں کی مخصوص ملکیت بن گئی۔ اس نئی صورت حال میں غریب لوگ اب نہ تو جنگلات سے جلانے کی لکڑی اکٹھا کر سکتے تھے اور نہ ہی ان زمینوں پر اپنے مویشی چرا سکتے تھے۔ اب ان کو ایسی زمینوں سے نہ تو سیب اور بیریاں اکٹھا کرنے کی اجازت تھی اور نہ ہی گوشت کے لیے جانوروں کا شکار کر سکتے تھے۔ اور نہ ہی ان کو وہ فصلوں کی ٹھونٹھ اکٹھا کرنے کی اجازت تھی جو فصلوں کی کٹائی کے بعد کھیت میں پڑی رہ جاتی تھیں۔ ان زمینوں سے وابستہ اب ہر چیز زمینداروں کی ملکیت تھی اور ہر چیز کی قیمت تھی جس کو غریب لوگ برداشت نہیں کر سکتے تھے۔

ان مقامات پر جہاں بڑے پیمانے پر باڑابند زمینیں وجود میں آئیں، خاص طور سے مڈلینڈ اور اس کے قرب وجوار میں غریب لوگ زمین سے بے دخل کر دیے گئے۔ انہوں نے اپنے روایتی حقوق کو بتدریج ختم ہوتے دیکھا۔ اپنے سابقہ حقوق سے محروم اور زمین سے دھکیل کر نکالے جانے کے بعد وہ کام کی تلاش میں مارے مارے پھرتے رہے۔ وہ مڈلینڈ سے انگلینڈ کی جنوبی کاؤنٹیوں کی طرف روانہ ہو گئے۔ یہ ایک ایسا خطہ تھا جہاں شدید کاشتکاری ہوتی تھی اور یہاں زرعی مزدوروں کی زبردست مانگ تھی۔ لیکن غریبوں کو کہیں بھی محفوظ ملازمت نہ مل سکی۔

پہلے مالکین زمین کے ساتھ مزدوروں کا رہنا ایک عام بات تھی وہ اپنے مالک کی میز پر کھانا کھاتے تھے اور متفرق کام کرتے ہوئے پورے سال اپنے مالک کی شکل میں ادائیگی کی جا کی مدد کیا کرتے تھے۔ 1800 تک ایک ساتھ رہنے کا یہ رواج مٹنے لگا۔ اب مزدوروں کو اجرت ملتی تھی اور ان کو صرف فصل

سرگرمی

عورتوں اور بچوں کا کیا حشر ہوا؟

پہلے گائیں، بھیڑوں کی دیکھ بھال کرنے، جلاون اکٹھا کرنے شاملاتی زمینوں سے پھل اور بیر اکٹھا کرنے کا زیادہ تر کام عورتیں اور بچے کیا کرتے تھے۔

کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ باڑابندیوں نے کس طرح عورتوں اور بچوں کی زندگیوں کو متاثر کیا ہوگا؟ کیا آپ تصور کر سکتے ہیں کہ اس نئی صورت حال (شاملاتی زمینوں کا اختتام) نے خاندان کے اندر مردوں، عورتوں اور بچوں کے درمیان موجود تعلق کو کس طرح بدل ڈالا ہوگا؟

© NCERT not to be republished

کی کٹائی کے موقعہ پر ہی ملازم رکھا جاتا تھا۔ چونکہ مالکین زمین نے اپنے منافع بڑھانے کی کوشش کی۔ اس لیے انہوں نے اپنے مزدوروں پر خرچ کی جانے والی رقم کو گھٹانے لگے۔ اس نئی صورت حال میں کام غیر محفوظ، ملازمت غیر یقینی اور آمدنی غیر مستحکم ہوگئی۔ سال کے ایک بڑے حصے میں غریب بے کار رہنے لگے۔

1.6 اناج نکالنے والی مشینوں (Threshing) کی شروعات

نپولینی جنگوں کے دوران غذائی اناجوں کی قیمتیں کافی اونچی جارہی تھیں اور کسانوں نے پیداوار کو اندھا دھند بڑھانا شروع کردیا تھا۔ مزدوروں کی کمی سے خوف زدہ ہوکر انہوں نے ایسی غلہ نکالنے والی مشینیں خریدنا شروع کردیں جو بازار میں دستیاب تھیں۔ یہ کسان مزدوروں کی گستاخی اور بدتمیزی، ان کی شراب نوشی اور ان سے کام کروانے میں پیش آنے والی مشکلات کے شاکی تھے۔ انہوں نے سوچا کہ مشینیں مزدوروں پر ان کے انحصار کو گھٹانے میں مدد کریں گی۔

نپولینی جنگوں کے اختتام پر ہزاروں فوجی گاؤوں میں لوٹ آئے۔ ان کو اپنی بقا کے لیے متبادل کام کی ضرورت پیش آئی۔ لیکن یہ وہ وقت تھا جب غلہ یوروپی ممالک سے انگلینڈ کے اندر آنا شروع ہو چکا تھا، قیمتیں گر گئی تھیں اور زراعتی کساد بازاری شروع ہو چکی تھی۔ (شکل 2.2 میں قیمتوں پر نظر ڈالئے) متفکر مالکین زمین نے اپنے کاشت شدہ زمینوں کے رقبے کو گھٹانا شروع کردیا اور یہ مطالبہ رکھ دیا کہ غلے کی درآمد روک دی جائے۔ انہوں نے ان اجرتوں میں بھی تخفیف کردی اور اپنے کھیتوں پر کام کرنے والوں کی تعداد بھی گھٹا دی۔ بے کار غریب مزدور کام کی تلاش میں گاؤں در گاؤں مارے مارے پھرتے رہے اور جن مزدوروں کا کام مخصوص مدت کے لیے ہوتا تھا ان کو اپنی روزی روٹی چھن جانے کا اندیشہ رہتا تھا۔

یہی وہ زمانہ تھا جب دیہی علاقوں میں کیپٹن سونگ کے فسادات پھیلے تھے۔ غریبوں کے لیے غلہ نکالنے والی مشینیں مستقبل میں پریشان کن حالات کا نشان بن کر رہ گئیں۔

نتیجہ

اس طرح سے 'انگلینڈ' میں جدید زراعت کی ابتداء مستقبل میں آنے والی بہت سی تبدیلیوں کی پیش خیمہ تھی۔ آزاد زمینوں کا وجود ختم ہوگیا اور دیہاتوں کے رواجی حقوق کی کوئی حیثیت باقی نہ رہی۔ مال دار کسانوں نے اناجوں کی پیداوار بڑھانا شروع کردی۔ اس کو عالمی بازار میں فروخت کیا، نفع حاصل کیا اور ان کی حیثیت نہایت مضبوط ہوگئی۔ غریب گاؤں والوں کی بڑی تعداد اپنے گاؤں چھوڑ کر ہجرت کر گئی۔ ان میں سے چند تو مڈلینڈ سے جنوبی کاؤنٹیوں سے چلے گئے جہاں ملازمتیں دستیاب تھیں اور دوسروں نے شہروں کا رخ کیا۔ مزدوروں کی آمدنی غیر مستحکم ہوگئی۔ ان کی آمدنی غیر مستقل، ملازمتیں غیر محفوظ اور ذریعہ معاش غیر یقینی ہوگیا۔

ماخذ: C

باڑابندی کی وجہ سے دہقان جو شاملاتی زمین کے اپنے حقوق سے محروم ہوگیا تھا۔ اس نے اپنے مقامی امیر کو لکھا:

کیا اگر ایک غریب آدمی شاملاتی زمین سے آپ کی ایک بھیڑ لے لیتا ہے تو قانون اس کو موت کی سزا دے گا۔ لیکن اگر آپ سو غریب آدمیوں کی بھیڑوں سے شاملاتی زمین چھین لیں تو قانون اس کی تلافی نہیں کرے گا اگر کوئی غریب آدمی آپ سے کوئی بھیڑ چھین لے تو اسے پھانسی دے دی جاتی ہے جبکہ اگر آپ اس شخص کی روزی وروٹی چھین لیتے ہیں تو آپ کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی جاتی ہے... غریب اس بات کو کس طرح سمجھیں کہ قانون اُن کی پہنچ سے باہر ہے اور سرکار ان کے لیے کچھ نہیں کرتی؟

ماخذ: جے۔ ایم۔ نیسن، کامرس: کامن رائٹس، انکلوزرس اینڈ سوشل چینج 1820-1700 (1933) سے اقتباس

ماخذ: D

اس کے برعکس متعدد مصنفین نے باڑابندی کے فوائد پر زور دیا۔

آزاد زمین اور باڑابند زمین کے درمیان کوئی موازنہ نہیں ہے۔ باڑابندی کی شرائط آزاد زمین سے یقینی طور پر بہتر ہے۔ آزاد زمینوں میں زرعی کسان زنجیروں میں جکڑا رہتا ہے۔ وہ مٹی یا قیمتوں میں کوئی تبدیلی نہیں کرسکتا۔ اس کی حیثیت اس گھوڑے جیسی ہوتی ہے۔ جو دوسرے گھوڑوں کے ساتھ بندھا ہوتا ہے۔ یعنی وہ ان سے الگ رہ کر کچھ نہیں کرسکتا اور وہ صرف ان کے ساتھ ہی رہ کر کود پھاند کرسکتا ہے۔

جان مڈلٹن، 18ویں صدی کا ایک مصنف

سرگرمی

ذرا C اور D کا مطالعہ کیجیے اور مندرجہ ذیل سوالات کے جواب دیجیے۔

- ذریعہ C میں دہقان کیا کہنے کی کوشش کر رہا ہے؟
- جان مڈلٹن کی کیا دلیل ہے؟
- سکشن 1.1 سے 1.4 تک دوبارہ مطالعہ کیجیے۔ اور آزاد زمینوں کے حمایت میں اور اس کے خلاف دو پہلوؤں کا خلاصہ کیجیے۔ آپ کی ہمدردی کس دلیل کے ساتھ ہے؟

آیئے اب ہم بحراوقیانوس کو پار کر کے امریکہ کا سفر کرتے ہیں۔ آیئے اب ہم اس پر بھی نظر ڈالیں کہ وہاں زراعت نے کس طرح ترقی کی اور امریکہ کس طرح دنیا کا روٹی کا بھنڈار بنا اور اس کا امریکہ کے دیہی لوگوں کے لیے کیا مطلب تھا۔

اسی زمانے میں 'انگلینڈ' کے اندر اٹھارہویں صدی کے آخر میں آزاد زمینوں کی باڑ ابندی ہو چکی تھی اور امریکہ میں وسیع پیمانے پر مستقل زراعت نے ترقی نہیں کی تھی۔ 800 ملین (80 کروڑ) ایکڑ علاقہ جنگلات سے اور 600 ملین (60 کروڑ) ایکڑ علاقہ گھاس کے میدانوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ شکل 5 آپ کو اس کا کچھ نہ کچھ تصور پیش کرے گی کہ اس زمانے میں قدرتی نباتات کی کیا نوعیت تھی۔

© NCERT not to be republished

شکل ۔5 گورے آبادکاروں کے مغرب کی جانب توسیع سے پہلے امریکہ میں جنگلات اور گھاس کے میدان۔ اکنا مک جگرافی سے ماخوذ، اگریکلچرل ریجنس آف نارتھ امریکہ، والیم 2، 1926۔ زراعتی آبادکاری کے لئے تقریباً آدھا جنگلاتی علاقہ اور ایک تہائی گھاس کے میدان صاف کر دئے گئے۔ نقشہ میں انیسویں صدی کے ابتدائی حصے میں مختلف مقامی امریکی کمیونٹیوں کے جائے وقوع بھی دیکھ سکتے ہیں۔

اس وقت امریکہ کا زیادہ تر علاقہ گورے امریکیوں کے قبضہ میں نہ تھا۔ 1780 کے دہے تک گورے امریکی آبادکار مشرق میں واقع ساحلی زمین کی چھوٹی چھوٹی تنگ پٹیوں تک ہی محدود تھے۔ اگر آپ نے اس زمانے میں اس علاقے سے گزر کر سفر کیا ہوتا تو آپ کو مقامی امریکی گروپوں کے مختلف قدیم باشندوں (آدی باسی) سے سابقہ پڑتا، ان میں سے بیشتر خانہ بدوشی کی زندگی گزارتے تھے اور چند ایک ہی مقام پر آباد تھے۔ ان میں سے بہت سے لوگوں کا گزارہ شکار کرنے، غذا اکٹھا کرنے اور مچھلیاں پکڑنے پر منحصر تھا۔ ان میں چند گروپ ایسے بھی تھے جو مکئی، پھلیاں، تمباکو اور ستیا پھل کی کاشت کرتے تھے۔ ان کے علاوہ بہت سے گروپ ایسے بھی تھے جو ماہر پھندے باز (پھندے سے چوپایوں کو پکڑنے والے) تھے۔ جن سے سولہویں صدی کے زمانے تک یوروپی تاجر بن بلاؤ پوستین

شکل 1920:6 میں امریکہ کی زراعتی پٹیاں
1920 کے عشرے میں بیکر کی کتاب ''اکنامک جُگرافی'' کے کئی مضامین سے ماخوذ۔

حاصل کرتے تھے۔ آپ شکل .5 میں اٹھارہویں صدی کے ابتدائی حصے میں مختلف قبائل کی جائے وقوع دیکھ سکتے ہیں۔

بیسویں صدی کے ابتدائی زمانے تک اس منظرنامے کی بنیادی کایاپلٹ ہوگئی۔ گورے امریکی مغرب کی جانب بڑھے اور مغربی ساحل پر اپنا قبضہ جمالیا، مقامی قبائل کو بے گھر کرکے پورے منظرنامے کی تشکیل مختلف زراعتی پٹیوں میں کردی۔ زراعتی پیداوار میں عالمی بازار پر تسلط جمانے کے لیے امریکہ کا ظہور ہوا تھا۔ یہ تبدیلی کس طرح رونما ہوئی؟ نئے آبادکار کون تھے؟ کاشتکاری کی توسیع نے کس طرح ان انڈین گروہوں کی زندگی کو بدل کر رکھ دیا جو کبھی وہاں کے اصل باشندے تھے؟

2.1 مغرب کی جانب پیش قدمی اور گیہوں کی کاشت

زرعی توسیع کی کہانی کا ان سفید فام آبادکاروں کی مغرب کی جانب پیش قدمی سے نزدیکی رشتہ ہے جنھوں نے زمینوں کو اپنے قبضہ میں لے لیا تھا۔ 1775 سے 1783 تک جاری امریکی آزادی کی جنگ اور ملک ریاستہائے متحدہ امریکہ (یو ایس اے) کی تشکیل کے بعد، سفید فام امریکیوں نے مغرب کی جانب پیش قدمی کی۔ ٹامس جیفرسن یو ایس اے کے 1800 عیسوی میں صدر بنے۔ 7,00,000 سفید فام آبادکار درّوں سے گزر کر اپلاشین کے پٹھار تک پہنچ چکے تھے۔ مشرقی ساحل سے نظر ڈالنے پر امریکہ روشن مستقبل کی سرزمین دکھائی دے رہا تھا۔ اس کے بیابان اور اجاڑ علاقوں کو کاشت کی زمینوں میں بدلا جاسکتا تھا۔ برآمد کے لیے جنگلات سے عمارتی لکڑی کاٹی جاسکتی تھی۔ کھال کے لیے جانوروں کا شکار ہوسکتا تھا اور پہاڑی علاقوں کی کانوں سے سونا اور معدینات نکالے جاسکتے تھے لیکن اس کا یہ مطلب

© NCERT not to be republished

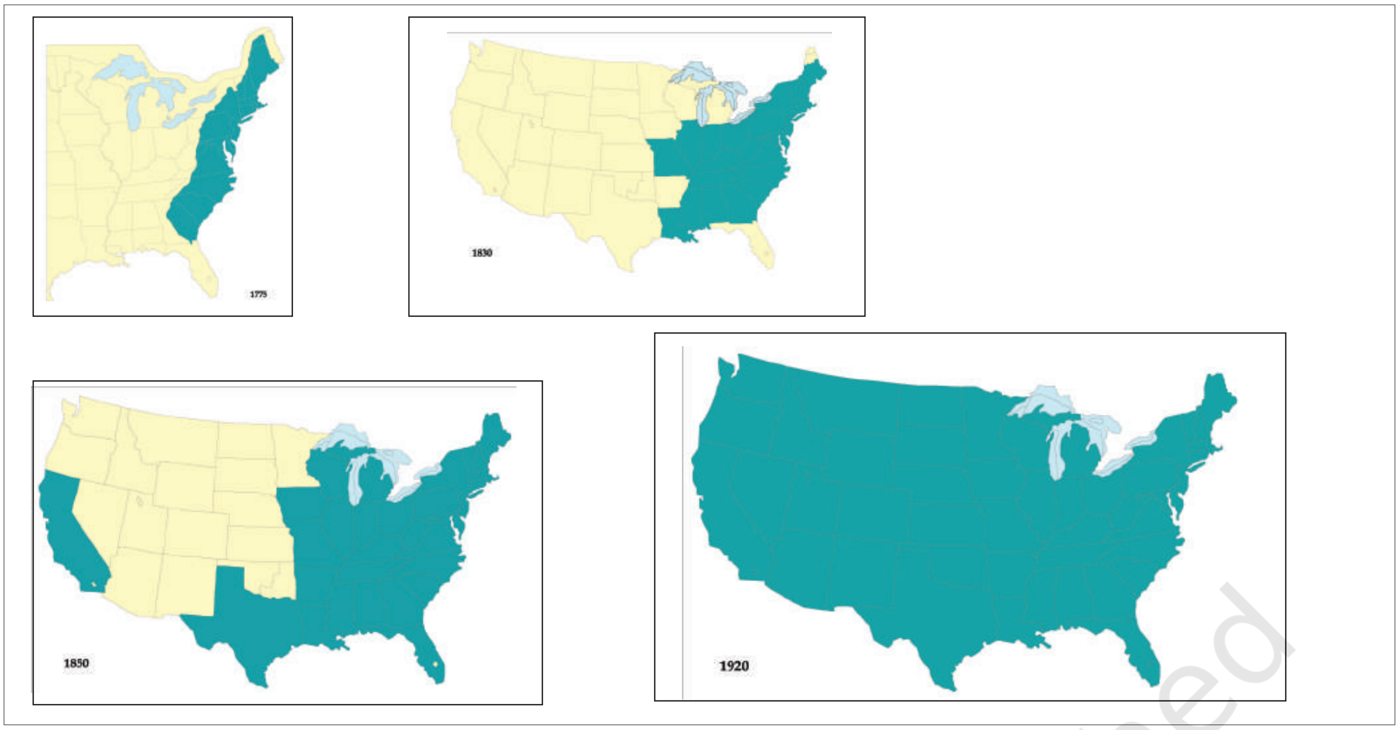

شکل 7:1780 اور 1920 کے درمیان سفید فام آبادکاروں کی مغرب کی جانب توسیع۔

تھا کہ امریکن انڈینوں کو ان کی زمینوں سے بے دخل کرنا تھا۔ 1800 کے دہوں کے بعد ریاستہائے متحدہ کی حکومت امریکن انڈینوں کو مغرب کی جانب دھکیلنے کی پالیسی پر قائم رہی۔ پہلے تو مسی سپی ندی کے اس پار اور اس کے بعد دور مغرب تک۔ اسی پالیسی کے نتیجہ میں متعدد جنگیں لڑی گئیں۔ بہت سے انڈین باشندوں (امریکہ کے قدیمی باشندے یا آدی باسی) کے گاؤں جلا کر راکھ کر دیے گئے اور ان کا قتل عام کیا گیا۔ انڈینوں نے اپنی پوری طاقت لگا کر مدافعت کی۔ متعدد جنگوں میں فتح یاب بھی ہوئے۔ لیکن آخر کار معاہدوں پر دستخط کرنے اپنی زمینوں سے دست بردار ہونے اور مغرب کی جانب چلے جانے پر مجبور کیے گئے۔

جوں ہی انڈینوں نے اپنے علاقے چھوڑے، آبادکاروں نے ان مقامات میں داخل ہونا شروع کر دیا۔ یہ آبادکار، ایک کے بعد ایک جتھوں کی شکل میں آتے تھے۔ یہ اٹھارہویں صدی کے پہلے دہے تک اپلاشین کے پٹھار میں آباد ہو گئے اور اس کے بعد 1820 اور 1850 کے درمیان مسی سپی کی گھاٹی میں چلے گئے۔ انہوں نے علاقوں کے جنگلات کو کاٹ ڈالا اور جلا کر راکھ کر دیا۔ جڑوں سمیت تنوں کو اکھاڑ پھینکا، کاشتکاری کے لیے زمین صاف کی اور صاف کیے ہوئے جنگلات میں لکڑی کے کیبن بنائے اور اس کے بعد انہوں نے زیادہ بڑے علاقوں کی صفائی شروع کر دی۔ اور اپنے کھیتوں کے چاروں طرف چار دیواریاں کھڑی کر دی۔ انہوں نے یہاں زمین کی جتائی کی اور مکئی اور گیہوں بونا شروع کر دیا۔

ابتدائی سالوں میں تو مٹی میں اچھی فصلیں پیدا ہوئیں اس صورت حال کے بعد جب ایک ہی جگہ پر مٹی کم زرخیز اور کمزور ہونے لگی ان مہاجروں نے مٹی زمینوں کی تلاش میں اور نئی فصلیں آگانے کے لیے مزید مغرب کی جانب اپنی پیش قدمی جاری رکھی۔ تاہم 1860 کے دہے کے بعد یہ آبادکار دریائے مسی

شکل 8: سرحد پر مٹی اور گھاس پھوس کے مکان: مٹی اور گھاس پھوس کا مخصوص گھر جہاں آبادکاروں نے گھاس کے میدان صاف کرنے کے بعد رہنا شروع کیا۔ اس علاقے میں گھر بنانے کی لکڑی دستیاب نہیں تھی۔ (بشکریہ: فریڈ ہیلٹ ٹرینڈ ہسٹری اِن پکچر کلکشن، این ڈی آئی آر ایس۔ این ڈی ایس یو، فارگو۔

نئے الفاظ:

سوڈ - گھاس کے ساتھ زمین کا ٹکڑا

© NCERT not to be republished

سیپی کے پار واقع عظیم میدانوں میں داخل ہوئے۔ یہ خطہ آنے والے دہوں میں امریکہ کا گیہوں پیدا کرنے والا اہم علاقہ بن گیا۔

آیئے اب ہم گیہوں پیدا کرنے والے کسانوں کی کہانی تفصیل سے پڑھتے ہیں۔ آیئے ہم دیکھتے ہیں کہ ان آبادکاروں نے کس طرح گھاس کے میدانوں کو امریکہ کے روٹی کے بھنڈار میں بدل کر رکھ دیا اور یہ کہ اس مشکل کام میں ان کو کن مسائل کا سامنا کرنا پڑا اور اسکے کیا نتائج برآمد ہوئے۔

شکل.9 – اتوار کے دن دوپہر بعد ایک مخصوص کسان فیملی: یہ تصویر بیسویں صدی کے پہلے عشرے میں ڈکوٹا کے عظیم میدانوں پر لی گئی تھی۔

2.2 گیہوں پیدا کرنے والے کسان

انیسویں صدی کے آخیر سے یو ایس اے میں گیہوں کی پیداوار میں ڈرامائی توسیع ہوئی۔ یو ایس اے میں شہری آبادی بڑھ رہی تھی اور برآمدات کے لیے بازار کا دائرہ مزید وسیع ہو رہا تھا۔ جوں ہی مانگ بڑھی، گیہوں کی قیمتیں بھی بڑھنے لگیں جس سے گیہوں پیدا کرنے کے لیے کسانوں کی ہمت افزائی ہوئی۔ ریلویز کی توسیع نے گیہوں پیدا کرنے والے علاقوں سے برآمد کے لیے مشرقی ساحل تک اناج لے جانا آسان کر دیا۔ بیسویں صدی کے ابتدائی حصے تک تو یہ مانگ اور بھی بڑھ گئی اور پہلی عالمی جنگ کے دوران عالمی بازار میں گرم بازاری کا ماحول چھا گیا۔ گیہوں کی روسی سپلائی کٹ گئی اور ان حالات میں اب امریکہ کو ہی یوروپ کا پیٹ بھرنا پڑا۔ امریکی صدر ولسن نے کسانوں سے درخواست کی جس میں انہوں نے وقت کی ضرورت پر دھیان دینے کو کہا۔ انہوں نے اپنی تقریر میں کہا تھا، ’’زیادہ گیہوں بوئیے گیہوں ہی جنگ جیتے گا‘‘۔

1910 میں یو ایس اے میں 45 ملین (4 کروڑ 50 لاکھ) ایکڑ زمین پر گیہوں کی کاشت ہوتی تھی۔ نو سال بعد یہ رقبہ بڑھ کر 74 ملین ایکڑ (7 کروڑ 40 لاکھ ایکڑ) ہو گیا جو تقریباً 65 فیصد اضافہ تھا۔ کاشت کے لیے رقبہ میں زیادہ تر اضافہ عظیم میدانوں (Great Plains) میں ہوا تھا جہاں کاشتکاری کے لیے نئے علاقے زیرِ کاشت لائے گئے۔ متعدد مثالیں ایسی بھی تھیں جہاں بڑے سرمایہ دار کسانوں نے جو گیہوں کے بیرن (Wheat-barons) کہلاتے تھے۔ 2000 سے 3000 ایکڑ زمین پر قبضہ جما لیا تھا۔

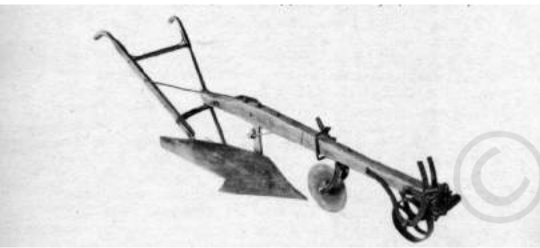

شکل.10 – چلنے والا ہل: چھوٹے سے اگلے پہیہ پر ٹکنے والی جگہ کو نوٹ کیجیے۔ پچھلے حصے میں لٹکے ہینڈل سے ہل چلانے والا ہل کو گھما پھرا سکتا تھا۔ اس ہل کو بیل یا گھوڑے چلا سکتے تھے (شکل 13 دیکھیے)۔

2.3 نئی ٹکنالوجی کی آمد

نئی ٹکنالوجی نے اس ڈرامائی توسیع کو ممکن بنا دیا۔ انیسویں صدی میں جوں ہی ان آبادی کاروں نے نئے مقامات اور نئی زمینوں پر قدم رکھا، انہوں نے ضروریات کو پورا کرنے کے لیے اپنے کاشت کے اوزاروں میں اصلاح کی۔ جب یہ وسطی مغربی پریری میں داخل ہوئے تھے تو ایسے ہل بے اثر ثابت ہوئے تھے جن کو کسانوں نے یو ایس اے کے مشرقی ساحلی علاقوں میں استعمال کیا تھا۔ پریری کا یہ علاقہ سخت جڑوں والی گھاس کی ایک موٹی تہ سے ڈھکا ہوا تھا۔ گھاس کی تہ کو توڑنے اور مٹی کو تہ و بالا کرنے کے لیے مقامی لوگوں نے متعدد نئے ہل ایجاد کیے تھے۔ جن میں سے چند تو 12 فٹ لمبے تھے۔ ان کا اگلا حصہ چھوٹے چھوٹے پہیوں پر رکھا رہتا تھا۔ جن کو بیلوں کے چھ جوؤں پر جوڑ دیا جاتا تھا۔ بیسویں صدی کے ابتدائی حصے تک عظیم میدانوں میں کاشت کرنے والے کسان ٹریکٹروں اور پلیٹ وار پھالیوں کی مدد سے زمین توڑنے کا کام کرنے لگے تھے۔

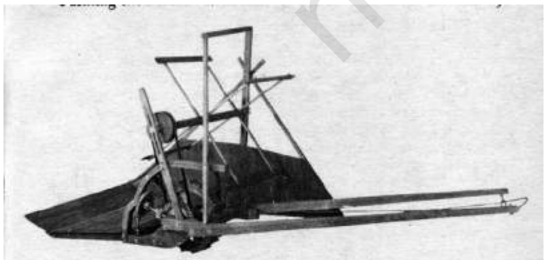

شکل.11 – سائرس میک کارمک نے 1813 میں فصل کاٹنے کی مشین ایجاد کی۔

© NCERT not to be republished

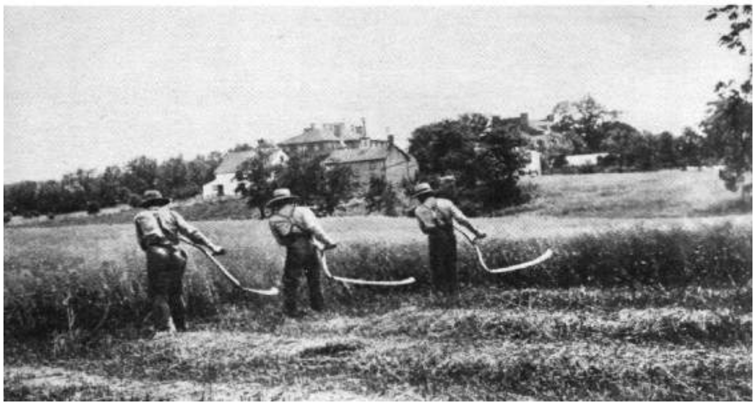

شکل.13 – مشینی دور سے پہلے کے جوتنے والے ہل: آپ گھوڑوں کی ٹیم سے جتے بارہ ہل دیکھ سکتے ہیں۔

شکل.12 – انیسویں صدی کے وسطی حصہ سے پہلے گھاس صاف کرنے کے لئے درانتی کا استعمال کیا جاتا تھا۔

شکل.14 – برموں اور ٹریکٹروں کی مدد سے تخم ریزی کا عمل: نارتھ ڈکوٹا میں بالائی زمین پر واقع ایک فارم۔ 1910- یہاں آپ ٹریکٹر سے الگ کئے تین ڈرل اور پیکر دیکھ سکتے ہیں یہ ڈرل تقریباً 10 سے 12 فٹ لمبے ہوتے تھے۔ پیکر کے پیچھے ایک طشتری لگی تھی جو تخم ریزی کے بعد بیجوں کو مٹی سے ڈھک دیتی تھی۔ آپ حد نظر تک بوئے گئے وسیع کھیتوں کو دیکھ سکتے ہیں۔

شکل.15 – شمالی ڈکوٹا میں عظیم میدانوں کی زمین ہموار کرتے ہوئے، 1910: آپ دھات کی پھالیوں کے ساتھ جان ڈیر کے ہل کو کھینچتے ہوئے منی پالس اسٹیم ٹریکٹر دیکھ سکتے ہیں جو (پھالیاں) زمین میں گھس کر مٹی کو تخم ریزی کے قابل بناتی ہیں یہ ہل مٹی کو بڑی تیزی سے توڑ سکتا تھا اور گھاس کی سخت جڑوں کو بھی بڑی کامیابی سے اُکھاڑ سکتا تھا۔ مشین کے پیچھے بائیں جانب کوڑوں (Furrows) اور گھاس بھری بغیر ہل چلائی زمین پر نظر ڈالئے۔ صرف بڑے کسان ہی ان مشینوں کا خرچ برداشت کر سکتے تھے۔

© NCERT not to be republished

فصل کو پکتے ہی اسے کاٹنا پڑتا تھا۔1830 کے دہے سے پہلے اناج کی کٹائی کریڈل یا درانتی سے کی جاتی تھی۔فصل کی کٹائی کے وقت کھیتوں میں فصل کاٹتے ہوئے سینکڑوں مردوں اور عورتوں کو دیکھا جاسکتا تھا۔1831 کا زمانہ آنے تک میک سائیرس میک کارمک نے فصل کاٹنے کا پہلا مشینی اوزار ایجاد کیا جو ایک دن میں اتنی کٹائی کر لیتا تھا جو کریڈل (ہنسے کی طرز کا فصل کاٹنے والا اوزار) کی مدد سے پانچ آدمی اور درانتی کی مدد سے سولہ آدمی کاٹ سکتے تھے۔بیسویں صدی کے ابتدائی حصے تک فصل کاٹنے کے لیے زیادہ تر کسان کمبائن ہارویسٹر (فصل کاٹنے کی مشین) استعمال کرر رہے تھے ایسی ایک مشین کی مدد سے 2 ہفتوں میں گیہوں کے 500 ایکڑ کھیت کی کٹائی کی جاسکتی تھی۔

عظیم میدانوں میں کاشتکاری کرنے والے بڑے کسانوں کے لیے یہ مشینیں بڑی پُرکشش تھیں۔ گیہوں کی قیمتیں بڑھ رہی تھیں اور ان کی مانگ کی کوئی حد نہیں تھی۔ان نئی مشینوں کی مدد سے عظیم میدانوں کے بڑے بڑے کسان زمین کے بڑے بڑے قطعات بڑی تیزی سے صاف کر سکتے تھے، گھاس کی جمی ہوئی مضبوط تہ ہٹا سکتے تھے اور کاشتکاری کے لیے زمین تیار کر سکتے تھے۔یہ مشینیں کم سے کم انسانی ہاتھوں کی مدد سے کام بڑی تیزی سے نمٹا سکتی تھیں۔ایندھن کی طاقت سے چلنے والی اس مشینری کی مدد سے ایک سیزن میں 2000 سے 4000 ایکڑ گیہوں کے کھیت کو صرف چار آدمی کھیت جوت سکتے تھے، تخم ریزی کر سکتے تھے اور فصل کی کٹائی کر سکتے تھے۔

2.4 غریب کسانوں کا کیا حشر ہوا؟

غریب کسانوں کے لیے یہ مشینیں اپنے ساتھ آلام اور مصائب لے کر آئیں۔ان میں سے بہت سے کسانوں نے یہ سمجھ کر ایسی مشینیں خرید لیں کہ گیہوں کی قیمتیں اونچی رہیں گی اور نفع خوب ہوگا۔اس وقت جب کہ ان کے پاس پیسہ نہیں تھا بینک نے ان کو قرضے دیدیے۔جن لوگوں نے بڑی بڑی رقمیں ادھار لی تھیں ان کے لیے قرضہ ادا کرنا مشکل ہوگیا۔ان میں سے بہت سے کسانوں نے اپنے کھیتوں کو اجاڑ ڈالا اور ان کو چھوڑ کر چلے گئے۔اب وہ ملازمت کی تلاش میں ادھر اُدھر مارے مارے پھرنے لگے۔

لیکن ملازمت حاصل کرنا کوئی آسان کام تو تھا نہیں۔ایندھن کی طاقت سے چلنے والی مشینری نے انسانی ہاتھ کی محنت کو گھٹا دیا۔انیسویں صدی کے بعد کے زمانے اور بیسویں صدی کی ابتداء میں آئی گرم بازاری 1920 کے دہے کے درمیانی حصے میں اختتام پذیر ہوتی دکھائی دینے لگی۔زیادہ تر کسانوں کے لیے اس کے بعد کا زمانہ تکلیف دہ رہا۔جنگ سے پہلے اور جنگ کے بعد کے زمانے میں اناج کی پیداوار اس درجہ بڑھ گئی تھی کہ گیہوں فروخت کرنا مشکل ہوگیا۔بغیر فروخت ہوئے ذخیروں کا ڈھیر لگ گیا۔گودام اناج سے بھر گئے اور مکئی اور گیہوں کی ایک بری مقدار کو جانوروں کے لیے چارے کی شکل میں تبدیل کرنا پڑا۔گیہوں کی قیمتیں نیچے آگئیں برآمدی بازار لڑکھڑا گئے۔ان حالات نے 1930 کے دہے کی عظیم زرعی کساد بازاری کے لیے راہیں ہموار کردیں جس نے ہر جگہ گیہوں کے کسانوں کو برباد کر کے رکھ دیا۔

2.5 دھول کے طوفان

عظیم میدانوں میں گیہوں کی زراعت کی توسیع نے ایک دوسرا ہی مسئلہ کھڑا کر دیا۔1930 کے دہے میں جنوبی میدانوں میں خوفناک دھول کے طوفان آنا شروع ہوئے۔دھول بھرے سیاہ بگولے میدان کے اندر بڑھے چلے آرہے تھے اکثر 7000 سے 8000 فٹ بلند تھے۔یہ کیچڑ بھرے پانی کی دیوپیکر

شکل 16۔ مغربی کنساس میں دھول کے سیاہ بگولے 14 اپریل 1935

© NCERT not to be republished

شکل.17 – خشک سالی سے بچی جانیں: نقاشی الگزنڈر ہاگ 1936۔
ہاگ نے موت اور تباہی کا جو منظر دیکھا اس کو اپنی سلسلہ وار پینٹنگ میں نہایت ڈرامائی انداز میں پیش کیا۔ لائف رسالے نے ہاگ کو ’’ڈسٹ باؤل‘‘ کے آرٹسٹ کا نام دیا۔

لہروں کی طرح ہوتے تھے۔ یہ 1930 کے پورے دہے میں دن بدن اور سال بہ سال آتے رہے۔ دھول کے سیاہ بادلوں سے جب آسمان کالا ہوا اور دھول میدانوں کے اندر داخل ہوئی لوگوں کی آنکھیں اندھی ہوگئیں اور دم گھٹ گیا، مویشی دم گھٹ کر مر گئے۔ ان کے پھیپھڑوں میں دھول اور کیچڑ کی تہ جم گئی۔ ریت کے طوفان تلے چار دیواریاں دب کر رہ گئیں، کھیتوں میں دھول کی موٹی تہ جم گئی اور دریاؤں کی سطحات کی تہ جمنے سے مچھلیاں مر گئیں۔ پورے منظر نامے پر مرے ہوئے پرندے اور جانور پھیلے پڑے تھے۔ جن ٹریکٹروں اور مشینوں نے 1920 کے عشرے میں کھیتوں میں ہل چلایا تھا اور گیہوں کی فصل کاٹی تھی، اب دھول سے اس درجہ اٹی پڑی تھیں کہ اب ان کی مرمت بھی نہیں ہوسکتی تھی۔

یہ مصیبت کیوں آئی تھی؟ یہ دھول بھرے طوفان کیوں آئے تھے؟ جزوی طور سے یہ اس لیے آئے تھے کیوں کہ 1930 کے دہے کے ابتدائی حصے میں مسلسل خشک سالی کے سال رہے۔ بارش مسلسل کئی سال تک نہیں ہوئی اور درجہ حرارت اونچا ہوگیا۔ ہوائیں بڑی تیز رفتاری سے چلتی تھیں لیکن معمولی دھول کے طوفان سیاہ بگولوں کی طرح صرف اس لیے اٹھتے تھے کیونکہ پورے منظر نامے پر ہل چلایا جاچکا تھا جس سے پورے علاقے کی گھاس کی اُس موٹی تہہ کو اُکھاڑ پھینکا گیا تھا جو مٹی کو باندھے رکھتی تھی۔ جب انیسویں صدی کے ابتدائی حصے میں کاشتکاری ڈرامائی طور سے بڑھی، جوشیلے کسانوں نے اندھا دھند تمام نباتات کو اکھاڑ پھینکنا شروع کیا اور ٹریکٹروں نے مٹی کو تہ و بالا کرڈالا اور گھاس کی مضبوط تہ کو اکھاڑ پھینکا جو مٹی بن گئی۔ پورا کا پورا خطہ ’دھول کے ایک کٹورے‘ میں بدل گیا۔ دولت سے بھری زمین کا امریکی خواب ایک بھیانک خواب میں بدل کر رہ گیا۔ آبادکاروں نے سوچا تھا کہ وہ پورے منظر نامے کو فتح کرسکتے تھے۔ فصلیں حاصل کرنے کے لیے پوری زمین کو تہ و بالا کرسکتے تھے جن سے نفع حاصل ہوگا۔ 1930 کے دہے کے بعد ان کو اس حقیقت کا احساس ہوا کہ ان کو ہر خطے کے ماحولیات کے حالات کا احترام کرنا چاہئے۔

© NCERT not to be republished

آیئے اب ہم اپنارخ ہندوستان کی جانب کرتے ہیں اور معلوم کرتے ہیں کہ اٹھارہویں صدی کے آخیر اور انیسویں صدی کی ابتداء میں ہندوستانی دیہی علاقے میں کیا ہو رہا تھا۔

جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ جب برٹش حکومت پلاسی کی جنگ (1757) کے بعد ہندوستان میں اپنی حکومت بتدریج قائم کر رہی تھی نوآبادیاتی حکومت کے بعد آنے والے زمانے میں دیہی منظرنامے میں ایک کایا پلٹ سی ہوگئی۔ انگریزوں نے دیکھا زمینی محاصل حکومت کی آمدنی کا اہم ذریعہ ہے۔ ریاستی وسائل کی بنیاد مستحکم کرنے کے لیے زمینی محاصل کا باقاعدہ نظام مسلط کرنے، محاصل کی شرح بڑھانے اور کاشتکاری کے تحت زیادہ سے علاقہ لانے کی کوششیں کی گئیں۔ کاشتکاری بڑھنے کے ساتھ ساتھ جنگلات اور چراگاہوں کے تحت رقبے میں کمی واقع ہوئی ان تمام حالات نے زیادہ تر کسانوں اور چراگاہی زندگی گزارنے والوں کے لیے نئے مسائل پیدا ہوگئے۔ انہوں نے جنگلات اور چراگاہوں تک اپنی رسائی کو بڑھتے ہوئے قواعد اور ضوابط سے محدود ہوتے دیکھا۔ انہوں نے سرکاری محاصل کے مطالبات کو پورا کرنے کے لیے جدوجہد کی۔

نوآبادیاتی زمانے میں دیہی ہندوستان بھی عالمی بازار کے لیے مختلف قسموں کی پیداوار کرنے لگا انیسویں صدی کی ابتداء میں نیل اور افیم دو اہم تجارتی فصلیں تھیں۔ انیسویں صدی کے آخری حصے تک انگلینڈ میں لنکاشائر اور مانچسٹر کے ملوں کے لیے اور یوروپ کی شہری آبادی کا پیٹ بھرنے کے لیے کسان گنا، کپاس، جوٹ، گیہوں اور برآمد کے لیے دوسری کئی فصلیں پیدا کر رہے تھے۔

ہندوستانی کاشتکاروں کو بین الاقوامی تجارت اور کامرس کی جدید دنیا میں داخل ہونے کا کیا تجربہ ہوا اور ان کا ردّعمل کیا رہا؟ آیئے یہ جاننے کے لیے کہ کسانوں کے لیے نوآبادیاتی حکومت کا کیا مطلب تھا اور نوآبادیات میں بازار کی روش کیا تھی۔ ہم یہاں صرف ایک فصل یعنی افیم کی تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں۔

3.1 چائے کا ذوق: چین کے ساتھ تجارت

ہندوستان میں افیم کی پیداوار کی تاریخ چین کے ساتھ برٹش تجارت کی کہانی سے وابستہ ہے۔ اٹھارہویں صدی کے آخری حصے میں انگلش ایسٹ انڈیا کمپنی انگلینڈ میں فروخت کرنے کے لیے چین سے چائے اور ریشم خرید رہی تھی۔ چونکہ چائے انگریزوں کا ایک پسندیدہ اور مقبول مشروب ہوگیا تھا اس لیے یہ تجارت اور بھی زیادہ اہم ہوگئی۔ 1785 میں تقریباً 15 ملین پونڈ (1 کروڑ 50 لاکھ پونڈ) چائے انگلینڈ میں درآمد کی جا رہی تھی۔ 1830 کی مدت آنے تک یہ اعداد و شمار 30 ملین (3 کروڑ) سے بھی اوپر چلے گئے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کو ہونے والا منافع چائے کی تجارت پر منحصر تھا۔

اس تجارت کا ایک مسئلہ یہ تھا کہ اس مدت تک انگلینڈ کوئی ایسی چیز پیدا نہیں کرتا تھا جس کو چین میں بآسانی فروخت کیا جا سکتا۔ چین کے کنفیوشس مسلک کے مانچو حکمران تمام غیر ملکی تاجروں کو شبہ کی نظر

© NCERT not to be republished

سے دیکھتے تھے۔ان کوخوف تھا کہ یہ تاجر مقامی سیاست کے اندر دخل اندازی کریں گےاور حکمرانوں کے اقتدار کو درہم برہم کر دیں گے۔ اس لیے مانچو حکمران غیر ملکی تاجروں کے لیے اپنے ملک کے دروازے کھولنے اور غیر ملکی مال کو اپنے ملک میں داخل ہونے کی اجازت دینے کو تیار نہ تھے۔

ایسے حالات میں مغربی تاجر چائے کی تجارت پر کس طرح سرمایہ لگا سکتے تھے؟ وہ صرف چاندی کے سکے ادا کر کے چائے خرید سکتے تھے۔اس کا مطلب یہ تھا کہ انگلینڈ سے خزانے کا اخراج یہ ایک ایسی حقیقت تھی جو ملک کا ایک فکری مسئلہ بن گیا۔ایسا سمجھا جاتا تھا کہ خزانے کا نقصان قوم کو برباد کر دے گا اور اس کی دولت کو گھٹا دے گا۔اس لیے سوداگروں نے چاندی کے اس نقصان کو روکنے کے طریقوں پر غور وفکر کرنا شروع کیا۔انہوں نے ایک ایسی چیز کی تلاش شروع کر دی جس کو چین میں فروخت کیا جا سکے اور جس کو خریدنے کے لئے چینیوں کو ترغیب دلائی جا سکے۔

ایسی چیز افیم تھی۔جس کی شروعات سولہویں صدی کے ابتدائی حصے میں پرتگالیوں نے چین میں کی تھی لیکن افیم بنیادی طور سے ادویاتی خصوصیات کی وجہ سے استعمال ہوتی تھی۔مخصوص قسم کی ادویہ میں اس کا استعمال بہت تھوری مقدار میں کیا جاتا تھا۔چینی لوگ افیون کی لت کے خطرات سے آگاہ تھے اور چین کے بادشاہ نے ادویاتی مقاصد کے علاوہ اس کی پیداوار اور فروخت ممنوع کر دی تھی۔لیکن اٹھارہویں صدی کے وسط میں مغربی سوداگروں نے افیون کی غیر قانونی تجارت شروع کر دی۔اس کو جنوب مشرقی چین کی متعدد سمندری بندرگاہوں پر اتارا جاتا تھا اور مقامی ایجنٹوں کے ذریعہ چین کے اندرونی حصوں میں لے جایا جاتا تھا۔1820 کے دہے کے ابتدائی حصے تک چین میں سالانہ 10,000 کیریٹس کی تسکری ہو رہی تھی اس کے پندرہ سال بعد ہر سال 35,000 کیریٹس بندرگاہوں پر اتارے جاتے تھے۔

ایک طرف تو انگریزوں میں چائے کا ذوق پیدا ہوا۔ دوسری طرف چینی باشندے افیم کے عادی ہوگئے۔ ہر طبقے کے لوگوں کو اس نشہ آور دوائی کی لت پڑگئی ان میں دوکاندار،عہدے دار سرکاری ملازم

چین کے ساتھ سہ رخی تجارت کا نقشہ

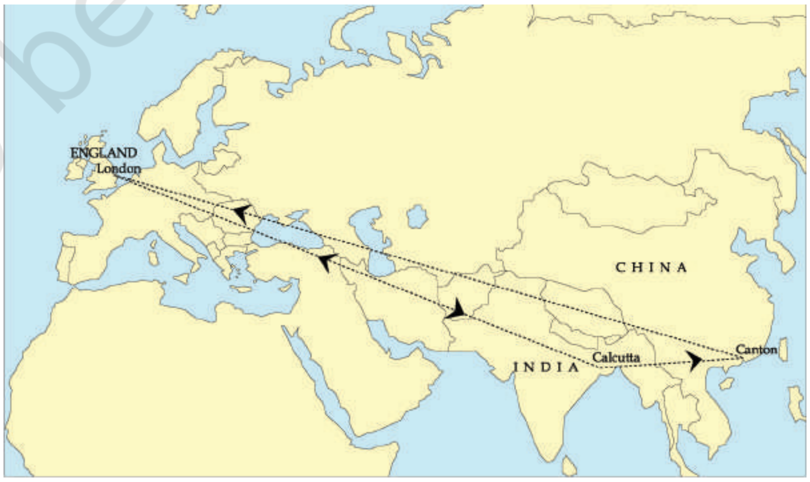

شکل 18 – چین کے ساتھ سہ رخی تجارت کا نقشہ:
انگریز تاجر ہندوستانی افیم کو چین میں بیچتے تھے اور چین سے انگلیڈ کے لئے چائے لے جاتے تھے۔ ہندوستان اور انگلینڈ کے درمیان تجارت دو طرفہ تھی۔ انیسویں صدی کے ابتدائی حصہ تک ہندوستان سے ہاتھ کے بنے کپڑے کی برآمدات گھٹ گئیں جبکہ خام مال (ریشم اور سوت) اور غذائی اناجوں کی درآمدات بڑھ گئیں،انگلینڈ کی مصنوعات کا ہندوستان میں سیلاب آ گیا جس کی وجہ سے ہندوستان کی ہاتھ کی بنی اشیاء میں انحطاط آیا۔

سرگرمی

نقشے میں تیروں پر اُن اشیاء کو دکھایئے جو ایک ملک سے دوسرے ملک پہنچتی تھیں۔

اور فوجی،اعلیٰ طبقے کے افراد اور بالکل قلاش لوگ بھی شامل تھے۔1839 میں کینٹن میں تعینات ایک مخصوص کمشنر لن ذی شو (Lin-Ze-Xu) نے اندازہ لگایا کہ چین میں 40 لاکھ سے بھی زیادہ افراد افیم کا نشہ کرتے تھے (تمباکو کی طرح افیون چلم میں بھر کر پی جاتی تھی) کینٹن میں موجود ایک ڈاکٹر نے یہ

شکل.19 - میں سے واپس لوٹتا ایک جہاز۔

یہ پینٹنگ ایک انگریز آرٹسٹ تھامس ڈینیل کی بنائی ہوئی ہے جو اپنے بھتیجے ولیم ڈینیل کے ہمراہ 1786 میں ہندوستان آیا تھا۔ یہ دونوں پہلے چین گئے، وہاں تھوڑی مدت تک رہے اور اُس کے بعد کینٹن (جنوبی چین میں) سے ہندوستان کا بحری سفر کیا۔ جس جہاز میں اُنھوں نے سفر کیا تھا، اُس کا اندراج ہندوستانی بندرگاہ پر کیا گیا تھا اور جو مشرقی حصے کے سمندروں میں تجارتی سرگرمیوں میں مشغول تھا۔ چین کے ساتھ افیون کی غیر قانونی تجارت ایسے ہی جہازوں میں ہوتی تھی۔

ماخذ۔E

1839 میں چینی بادشاہ نے افیون کی تجارت روکنے کے لیے خاص ہدایات کے ساتھ ایک مخصوص کمشنر کی حیثیت سے لن ذی شو۔کو، کوکینٹن بھیجا جب1839 کے موسم بہار میں لن کینٹن پہنچا تو اس نے افیون کی تجارت میں ملوث 1,600 افراد کو گرفتار کیا اور 11,000 پونڈ افیون ضبط کر لی۔ اس کے بعد اس نے غیر ملکی فیکٹریوں سے افیون کے ذخائر کو حوالے کرنے پر مجبور کیا۔ افیون کے 20,000 کریٹ جلا ڈالے اور اس کی راکھ ہوا میں اڑا دی۔ جب اس میں غیر ملکی تجارت کے لیے کینٹن کو بند کرنے کا اعلان کیا گیا تو برطانیہ نے چین کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ افیون جنگ (42-1837) میں ہارے ہوئے چینیوں کو افیون کی تجارت کو قانونی شکل دینے اور غیر ملکی سوداگری کے لیے چین کے دروازے کھولنے جیسے معاہدوں کی شرمناک شرائط منظور کرنے کے لیے مجبور کیا گیا۔

جنگ سے پہلے افیون کی تجارت پر تنقید کرتے ہوئے لن نے ملکہ وکٹوریہ کو ایک زوردار خط لکھا۔ یہاں ملکہ وکٹورے کو صلاح کو خط سے لن کا تحریر کردہ اقتباس دیا جا رہا ہے۔

چین میں رہنے والے ان تمام لوگوں کو جو افیون فروخت کرتے ہوں یا اس کا نشہ کرتے ہوں سزائے موت ملنی چاہئے۔ ہم نے ان وحشیوں (چین میں افیون کے تاجروں کو باربیرین یا وحشی کہا جاتا تھا) کے جرم کو تلاش کر لیا ہے جو سابقہ سالوں سے افیون کی فروخت کر رہے تھے، اس کے بعد وہ بڑا نقصان جو انہوں نے پہنچایا اور جس بڑے منافع کو ہڑپ کیا انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ بنیادی طور سے قانون کے مطابق انہیں سزائے موت دی جائے۔

ہمارے خیال میں آپ کا ملک چین سے ساٹھ یا ستر ہزار لی (3لی=ایک میل) کے فاصلے پر واقع ہے۔ اس کے باوجود زیادہ منافع کمانے کے مقصد سے وحشی جہاز تجارت کے لیے یہاں آنے کی کوشش کرتے ہیں چین کی دولت ان وحشیوں کو فائدہ پہنچانے پر خرچ ہو رہی ہے اس کا یہ مطلب ہے کہ وحشیوں کا کمایا ہوا یہ بڑا منافع چین کے اس کے جائزہ حق سے لیا جا رہا ہے۔ وہ اپنے کس حق کے تحت چینی عوام کو نقصان پہچانے کے لیے یہ زہریلی دوا ہم کو بدلے میں دیتے ہیں۔ ہم پوچھتے ہیں کہ تمہارا ضمیر کہاں ہے؟ میں نے سنا ہے کہ آپ کے ملک میں افیون بیچنا سختی سے ممنوع ہے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ افیم کا پہنچایا ہوا یہ نقصان بالکل واضح ہے۔ چونکہ خود آپ کے ملک میں اس کے ذریعہ نقصان پہنچانے کی اجازت نہیں، پھر تو تم کو اسے دوسرے ممالک میں نقصان پہنچانے کے لیے داخل نہیں ہونے دینا چاہئے اور چین کے لیے تو بالکل بھی نہیں۔ ماخذ: سویوٹینگ (Ssuyu Teng) اور جان فیربینک (John Fairbank) کی تصنیف ''چائناز رسپانس ٹو دی ویسٹ'' سے ماخوذ (1954)۔

تعداد ایک کروڑ 20 لاکھ (12 ملین) بتائی۔ جوں ہی چین کے باشندے افیون کے عادی ہوئے، چائے کی برٹش تجارت خوب پھلی پھولی۔ افیون کی فروخت سے حاصل منافع کو چین میں چائے کی خریداری پر لگا دیا گیا۔

3.2 برٹش سوداگروں کے پاس افیم کہاں سے آتی تھی؟

یہ وہ مقام ہے جہاں سے ہندوستانی کسانوں کی کہانی شروع ہوتی ہے۔

جب بنگال پر انگریز فتح یاب ہوئے تو انہوں نے اپنے قبضے کے تحت زمینوں پر افیون پیدا کرنے کا عہد کرلیا۔ جوں جوں چین میں افیون کے لیے بازار بڑھنے لگی، بنگال کی بندرگاہوں سے بڑی مقدار میں افیون باہر جانے لگی۔ 1767 سے پہلے 500 پیٹوں (ایک پیٹی میں افیون کی دو من تعداد آتی تھی) سے زیادہ افیون کی مقدار ہندوستان سے برآمد نہیں ہوتی تھی یہ مقدار بڑھ کر چار سال میں تین گنی ہوگئی۔ 1870 تک حکومت تقریباً سالانہ 50,000 پیٹیاں برآمد کررہی تھی۔

پھلتی پھولتی ایسی برآمداتی تجارت کی مانگ کو پورا کرنے کے لیے سپلائی بڑھانا ضروری تھا لیکن یہ کام اتنا آسان بھی نہ تھا۔ افیون اگانے کے لیے کاشتکاروں کو آمادہ کس طرح کیا جاسکتا تھا؟ متعدد وجوہات سے وہ اپنے کھیتوں میں افیون کی کاشت کے لیے آمادہ نہ تھے۔: پہلی وجہ یہ تھی کہ افیون کی کاشت بہترین زمین پر ہی ہوسکتی تھی۔ ایک ایسی زمین جو گاؤں کے قرب وجوار میں ہو اور اس کو اچھی طرح کھاد دی گئی ہو اور ایسی زمین پر کسان عام طور سے دالیں اگاتے تھے۔ اگر وہ ایسی زمین پر افیون اگاتے تو دالوں کی پیداوار سے ان کو ہاتھ دھونا پڑتا۔ یا پھر ان کو ایسی گھٹیا زمینوں پر بونا پڑتا جہاں فصلیں کم اور غیر یقینی ہوتی تھیں۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ زیادہ تر زمینیں کسانوں کی ملکیت نہ تھیں۔ اس لیے کاشتکاری کرنے کے لیے زمین کو یا تو کرایے پر لینا ہوتا یا پھر زمینداروں سے پٹے یا اجارے پر لینا پڑتا۔ گاؤں کے نزدیک واقع اچھی زمین کا کرایہ بھی کافی زیادہ تھا۔ تیسری وجہ یہ کہ افیون کا پودا نہایت نازک ہوتا ہے اس لیے کاشتکاروں کو طویل مدت تک پودوں کی دیکھ بھال اور پرورش کرنی پڑتی ہے۔ آخر میں کاشتکاروں کو پیدا کی ہوئی افیون کے لیے جو قیمت حکومت ادا کرتی تھی وہ بہت کم تھی۔ کاشتکاروں کے لیے اتنی قیمت پر افیون پیدا کرنا ایک غیر منفعت بخش سودا تھا۔

3.3 کاشتکاروں سے ان کی مرضی کے خلاف کس طرح افیون کی کھیتی کروائی؟

کسانوں کو افیون کی کھیتی کرنے کے لئے پیشگی رقم دی جاتی تھی۔ بنگال اور بہار کے دیہی علاقوں میں غریب کسانوں کی ایک بڑی تعداد موجود تھی۔ ان کے پاس زندگی گزارنے کے لیے کافی پیسہ نہیں ہوتا تھا۔ ان کے لیے زمینداروں کو زمین کا کرایہ ادا کرنا یا کھانے کے لیے غذا اور پہننے کے لیے کپڑے خریدنا بڑا مشکل کام تھا۔ 1780 کے دہے سے ان غریب کسانوں کو گاؤں کا ایک ایسا مکھیا (مہتوں) مل گیا جو افیون پیدا کرنے کے لیے پیشگی رقم دے رہا تھا۔ جب کسانوں کے سامنے قرضے کی پیش کش ہوئی تو ان

سرگرمی

تصور کیجیے کہ اگر آپ سے چین کا بادشاہ نوجوان لوگوں پر ہونے والے افیون کے نقصان دہ اثرات کے بارے میں ایک دستی اشتہار تیار کرنے کو کہے تو آپ کیا کریں گے؟ انسانی جسم پر افیون کا اثر معلوم کیجیے۔ اپنے دستی اشتہار کا ڈیزائن بنایئے اور نظروں کو بھانے والا اس کا عنوان بنایئے۔

نئے الفاظ:

من: وزن کرنے کا ہندوستانی پیمانہ

ا من = 40 سیر۔ ایک سیر ایک کلوگرام سے کچھ ہی کم ہوتا ہے۔

سرگرمی

فرض کیجیے کہ آپ کسانوں کے ایک ایسے گروپ کے لیڈر ہیں جو افیون کی کھیتی کے خلاف احتجاج کررہا ہے۔ آپ کو ایسٹ انڈیا کمپنی کے مقامی افسر کے ساتھ ملاقات کرنے کی اجازت ملی ہے۔ آپ کی بات چیت کس طرح آگے بڑھے گی کلاس میں طلبا کو دو گروپوں میں بانٹئے اور بات چیت کیجیے۔

© NCERT not to be republished

ماخذ: F

1833 میں الہ آباد کے ڈپٹی افیون ایجنٹ نے لکھا:

بورڈ کا خیال ہے کہ کاشتکار افیون کی کھیتی کرنے کے لیے راضی بہ رضا ہیں لیکن معاملہ اس کے برعکس ہے۔ دو سال تک جمنا اور ریاست کے جنوبی اضلاع کے کاشتکاروں کے ساتھ میرا رابطہ مسلسل رہا ہے۔ یقینی طور سے لوگ غیر مطمئن ہیں، تقریباً یہ صورت ہر آدمی کے ساتھ ہے۔ میں نے اس مسئلے پر کافی معلومات کیں اور میرے ذہن پر یہ تاثر قائم ہوا کہ لوگ افیون کی کاشت کو ایک عذاب تصور کرتے ہیں لیکن صرف نامناسب زور زبردستی چل رہی ہے۔ افیون کی کاشت کلکٹر کی درخواست پر نہیں، میں کہوں گا اس کے حکم پر شروع کی گئی تھی۔ لوگ مجھے بتاتے ہیں کہ ان کے ساتھ برا برتاؤ کیا جاتا ہے، گالیاں دی جاتی ہیں اور یہاں تک چپراسی ان کی پٹائی کرتے ہیں۔ تقریباً تمام ہی لوگوں نے ایک زبان ہو کر بتایا کہ ان کو افیون کی کاشت سے نقصان اٹھانا پڑا ہے۔

''گروتھ آف کمرشل اگریکلچر ان بنگال''، بنائے چودھری کی تصنیف سے لیا گیا اقتباس۔

کو رقم قبول کرنے کی ترغیب و تحریص ہوئی۔ ان کو اپنی فوری ضروریات پورا کرنے اور بعد میں قرضے کی رقم ادا کرنے کی امید دکھائی دی۔ لیکن قرضے کی اس رقم نے کسانوں کو مکھیا کے ساتھ اور اس کے ذریعہ حکومت کے ساتھ جکڑ کر رکھ دیا۔ یہ حکومت کے وہ افیون ایجنٹ تھے جو مکھیا کو پیشگی رقم دے رہے تھے جو لوٹ کر کاشتکاروں کو دیتا تھا۔ قرض لے کر کاشتکار زمین کے مخصوص علاقے پر افیون اگانے اور فصل کٹنے پر ایجنٹوں کو اپنی پیداوار حوالے کرنے پر مجبور ہو گیا۔ اب اس کے سامنے اپنی مرضی کی فصل اگانے کا کوئی چارہ نہ رہا اور نہ ہی اپنی پیداوار کو حکومت کے ایجنٹ کے علاوہ کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کرنے کا امکان باقی رہا اور ساتھ ہی اس کو اپنی پیداوار کی وہ قیمت لینی پڑی جس کی پیش کش ہوئی تھی۔

غالباً افیون کی قیمت بڑھا کر مسئلے کا حل جزوی طور سے نکالا جا سکتا تھا لیکن حکومت ایسا کرنے کے بارے میں گومگو کی حالت میں پھنسی تھی۔ وہ سستے داموں پر افیون حاصل کر کے، کلکتہ میں ایجنٹوں کے ہاتھوں اونچے داموں پر فروخت کرنا چاہتی تھی اور اس کے بعد چین بھیجنے کا ارادہ رکھتی تھی۔ خریدنے اور فروخت کرنے کے درمیان قیمتوں کا یہ فرق حکومت کی افیون سے حاصل آمدنی تھی۔ کسانوں کو دی گئی قیمتیں اس درجہ کم تھیں کہ اٹھارہویں صدی کے ابتدائی حصہ میں بھڑک کے ہوئے کسانوں نے زیادہ قیمتوں کی ادائیگی کے لیے احتجاج کرنا شروع کر دیا اور پیشگی رقم لینے سے انکار کر دیا۔ بنارس کے قرب وجوار کے علاقوں میں کاشتکاروں نے افیون کی کھیتی چھوڑنا شروع کر دی۔ اس کی بجائے انہوں نے گنے اور آلو کی کاشت شروع کی۔ بہت سے کاشتکاروں نے اپنی افیون کی فصل گھومتے پھرتے تاجروں (پیکاروں) کے ہاتھ فروخت کی جو زیادہ قیمت دیتے تھے۔

1773 تک برٹش حکومت افیون کی تجارت میں بنگال میں اپنی اجارہ داری قائم کر چکی تھی۔ 1820 کے دہے تک انگریز یہ دیکھ کر خوفزدہ ہو گئے کہ ان کے مقبوضہ علاقوں میں افیون کی پیداوار بڑی تیزی سے گھٹ رہی تھی لیکن اس کے برعکس برٹش علاقوں کے باہر اس کی پیداوار بڑھ رہی تھی۔ یہ وسطی ہندوستان اور راجستھان کی ان دیسی راجاؤں کی ریاستوں میں پیدا کی جا رہی تھی جو برٹش کنٹرول سے باہر تھیں۔ ان علاقوں میں مقامی تاجر کسانوں کو کہیں زیادہ قیمتیں ادا کر رہے تھے اور اس کی برآمد چین کو کر رہے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ تاجروں کے مسلح جتھے 1820 کے دہے میں افیون کی تجارت کرتے پائے گئے تھے۔ انگریزوں کی نظر میں یہ تجارت غیر قانونی تھی بلکہ یہ تو اسمگلنگ تھی۔ اس کو روکنا ضروری تھا کیونکہ اس تجارت پر حکومت کی اجارے داری باقی رکھنی تھی۔ حکومت نے اپنے ان ایجنٹوں کو تمام افیون ضبط کرنے اور فصلوں کو برباد کرنے کی ہدایت جاری کی جو دیسی حکمرانوں کی ریاستوں میں تعینات تھے۔

برٹش حکومت کاشتکاروں اور مقامی تاجروں میں یہ اختلاف اس وقت تک جاری رہا جب تک کہ افیون کی پیداوار جاری رہی۔

لیکن ہمیں یہ نہیں سوچنا چاہئے کہ نوآبادیاتی ہندوستان میں تمام کاشتکاروں کے تجربات افیون کی کاشت کرنے والے کسانوں کی طرح تھے۔ ہم نوآبادیاتی ہندوستان میں کاشتکاروں کے دوسرے تجربات کے بارے میں آئندہ مطالعہ کریں گے۔

© NCERT not to be republished

نتیجہ

اس باب میں آپ نے دیکھا کہ جدید زمانے میں دنیا کے مختلف حصوں میں دیہی علاقوں میں کس طرح تبدیلیاں آئیں۔ ان تبدیلیوں پر نظر ڈالتے وقت ہمیں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ ان کا نمونہ ہر جگہ ایک جیسا نہیں تھا۔ دیہی عوام کے تمام طبقات ایک ہی طرح متاثر نہیں ہوئے تھے۔ ان میں سے چند ایسے تھے جن کو فائدہ ہوا اور کچھ کو نقصان اٹھانا پڑا۔ نہ ہی جدید کاری کی تاریخ صرف افزائش اور ترقی کی ایک شاندار کہانی تھی۔ یہ بے گھر ہونے اور غربت، ماحولیاتی بحران، سماجی بغاوت، نو آبادیت اور استحصال کی کہانی بھی تھی۔ ہمیں ان اختلافات پر نظر ڈالنے اور ان مختلف طریقوں کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے جس میں دیہاتوں اور کسانوں نے جدید دنیا کا مقابلہ مختلف طریقے سے کیا۔

شکل 20: انیسویں صدی میں افیون سے بھرے بکس غازی پور ریلوے اسٹیشن لے جائے جا رہے ہیں۔

© NCERT
not to be republished

سرگرمی

1. زراعتی تبدیلی میں اہم واقعات کو دکھاتے ہوئے 1650 سے 1930 تک کی مدت کا ایک گوشوارہ بنائیے۔ جس کے بارے میں آپ نے اس پورے باب میں مطالعہ کیا ہے۔

2. پورے باب میں واقعات کو لیتے ہوئے مندرجہ ذیل جدول بھریئے۔ یاد رہے کہ ایک ملک میں ایک سے زیادہ تبدیلی ہوسکتی ہے۔

ملک	واقع ہوئی تبدیلی	کسے نقصان ہوا	کسے فائدہ ہوا

سرگرمی

سوالات:

1. مختصر طور سے واضح کیجیے کہ اٹھارہویں صدی کے انگلینڈ میں دیہی لوگوں کے لیے آزاد زمینوں کا کیا مطلب تھا۔
اس انتظام کو مختصراً بیان کیجیے۔
- ایک مالدار کسان
- ایک مزدور
- ایک دیہاتی عورت کی نقطۂ نگاہ سے
2. ان عوامل کو مختصر طور سے واضح کیجیے جن کی وجہ سے انگلینڈ میں زمین کی باڑے بندیاں کی گئیں۔
3. انگلینڈ میں غریبوں نے اناج نکالنے والی مشینوں کی مخالفت کیوں کی؟
4. کیپٹن سونگ کون تھا؟ یہ نام کس چیز کا نشان تھا وہ کس بات کی نمائندگی کرتا تھا؟
5. امریکہ پر آبادکاروں کی مغرب کی جانب توسیع کا کیا اثر پڑا؟
6. امریکہ میں فصل کاٹنے والی مشینوں کے کیا فائدے اور نقصانات تھے؟
7. امریکہ میں روٹی کا بھنڈار اور دھول کا طوفان تک دیہی علاقوں میں آئی تبدیلیوں سے ہم کیا سبق حاصل کرتے ہیں؟
8. انگریزوں نے ہندوستانی کسانوں سے افیون پیدا کرنے پر اصرار کیوں کیا؟ ایک پیراگراف میں لکھیے۔
9. ہندوستانی کسانوں کو افیون پیدا کرنے پر اعراض کیوں تھا؟

© NCERT not to be republished

© NCERT
not to be republished